

117 - ولد زنا کا ماں سے الحاق

سوال

میں آپ کی ویب سائٹ پڑھ رہا تھا تو میری نظروں سے ایک چیز گزری جو معقول نظر نہیں آتی ، (توبہ) بچے کی شرعی حیثیت کے عنوان کے تحت شیخ نے لکھا ہے کہ :

بچے کے والد (یعنی زانی) کے ذمہ نہیں کہ وہ اس بچے کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھے اور یا پھر اس پر بچے کی کوئی ذمہ داری ہو بلکہ یہ سب کچھ بچے کی ماں (زانیہ) پر ہی ہے تو کیا آپ اس عبارت کی کوئی دلیل پیش کرسکتے ہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اول : پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سب کے سب احکام عدل وانصاف پر مبنی ہیں اور اس کے سب اقوال بھی سچ و صدق ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

اور آپ کے رب کا کلام سچائی اور عدل کے اعتبار سے کامل ہے الانعام (115) -

یعنی اقوال میں صدق و سچائی اور احکام میں عدل وانصاف کے اعتبار سے کامل ہے ، قرآن و سنت میں ثابت شدہ اصول دین اور ضوابط شریعہ اور اجماع امت میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے والے کسی مسلمان کے ہاں اس میں کوئی مناقشہ ہی قابل قبول ہے -

اور مسلمان کے لیے احکام شریعت میں مرجع کتاب و سنت اور ثقہ علماء کرام (صحابہ کرام) کی کتاب و سنت کی فہم ہے یہ نہیں کہ جو چیز اس کی اپنی عقل میں آئے اور جسے وہ اچھا اور بہتر سمجھے تو اس طرح ہر کوئی یہ کہے کہ میری عقل کے مطابق اس طرح ہے ---

ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کسی حکم شرعی میں کسی کوشبہ اور اشکال پیدا ہو جائے جس طرح سائل کو پیدا ہوا ہے تو ہم سائل کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ ہی رہے تا کہ ہم اس مسئلہ میں شریعت اسلامیہ اور علماء کرام کی کلام کی طرف رجوع کریں :

بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

آئے اور کہنے لگے اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہوئے زنا کا ارتکاب کر لیا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اس گناہ سے پاک صاف کر دیں ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس بھیج دیا جب دوسرا دن ہوا تو وہ پھر آکر کہنے لگے اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے زنا کا ارتکاب کر لیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوسری بار بھی واپس بھیج دیا ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قوم کے پاس پیغام بھیجا کہ کیا ماعز کی ذہنی حالت میں کچھ محسوس کرتے ہو اور تمہیں اس کی کوئی چیز بری لگتی ہے ؟ تو اس کی قوم کے لوگ کہنے لگے اسے کچھ بھی نہیں اور وہ ذہنی طور پر ٹھیک ہے اور ہم تو یہ جانتے ہیں کہ وہ نیک اور صالح لوگوں میں سے ہے ۔

وہ تیسری بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قوم سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس کا ذہنی توازن درست ہے اور وہ اخلاقی طور پر بھی صحیح ہے ۔

جب وہ چوتھی بار آئے تو نبی صلی اللہ نے حکم دیا کہ ایک گڑھا کھودو اور اسے رجم کردو تو اسے رجم کر دیا گیا ۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد غامدیہ عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے لہذا مجھے اس گناہ سے پاک صاف کریں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس بھیج دیا ۔

جب دوسرا دن ہوا تو وہ عورت پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے واپس کس لیے بھیج رہے ہیں شائد جس طرح آپ نے ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا مجھے بھی اسی طرح بھیج رہے ہیں اللہ کی قسم میں تو حاملہ ہوں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اب واپس چلی جاؤ اور جب بچہ پیدا ہو جائے تو پھر آنا ، وہ بچے کی ولادت کے بعد کپڑے میں لپٹا ہوا بچہ اٹھائے ہوئے آئی اور کہنے لگی میں نے اسے جنا ہے ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے جاؤ اور اسے دودھ پلاؤ جب اس کے دودھ پینے کی مدت ختم ہو تو پھر آنا ، تو وہ عورت دودھ چھڑانے کے بعد آئی تو بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا اور آکر کہنے لگی اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نے دودھ چھوڑ دیا ہے اور روٹی کھانے لگ گیا ہے

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو ایک مسلمان کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ اس عورت کے لیے سینہ تک ایک گڑھا کوڈ کر اسے رجم کر دیا جائے تو لوگوں نے اسے رجم کر دیا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پتھر اٹھا کر اس عورت کو مارا تو وہ اس کے سر پر لگا جس کی وجہ سے خون کا فوارہ نکلا اور خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

چہرہ پر پڑا جس کی بنا پر خالد رضی اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو برا بھلا کہا جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سن لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے :

خالد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ذرا ٹھر جاؤ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس طرح کی توبہ صاحب مکس یعنی ٹیکس لینے اور ظلم کرنے والا بھی کرے تو اسے بھی معاف کر دیا جائے ، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارہ میں حکم دیا اور نماز جنازہ پڑھا کر دفن کر دیا گیا ۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (1695) ۔

اس حدیث سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ زنا کے بچے کی پرورش کرنے کا سب سے زیادہ حقدار اس کی والدہ ہی ہے اس لیے کہ وہ ہی سب سے زیادہ قریب ہے اور پھر اسے اپنے بچے پر بڑی شفقت و پیار کرنے والا بنایا گیا ہے ، یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کا ہر ایک نے مشاہدہ بھی کیا ہے اور اس کا انکار بھی کوئی نہیں کرسکتا ۔

لیکن یہ سب کچھ اس پر لازم نہیں اگر وہ اسے چھوڑ دیتی ہے تو امیر المومنین اور مسلمانوں کے حکمران کو چاہیے کہ وہ اس بچے کے لیے دودھ پلانے اور پرورش کرنے والی کا انتظام کرے ۔

دوم : دوسری بات یہ ہے کہ : یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کمال عدل ہے کہ اس نے زنا سے پیدا شدہ بچے پر والدین کے گناہ میں سے کچھ بھی نہیں ڈالا جس کی بنا پر اس پر مکمل آزادی کا حکم لگایا جائے گا اور اسے پرورش کا حق ملے گا حتیٰ کہ وہ جوان ہو کر کمائی کرنے پر قادر ہو جائے ۔

سوم : تیسری بات یہ ہے کہ : یہ بات کسی سے بھی مخفی نہیں کہ شرعی اولاد کا خرچہ بھی والدہ کے ذمہ نہیں اور نہ ہی اس کی رضاعت اور پرورش اس پر لازم کی جاسکتی ہے ، رہا مسئلہ انفاق اور خرچہ کا تو یہ والد کی ذمہ داری ہے ، اور رضاعت کے بارہ میں بھی خاوند کی مصلحت کو مدنظر رکھا جائے گا یا پھر والدہ کی اور یا پھر بچے کی ان سب حالات میں اگر والدہ اپنے بچے کو دودھ نہیں پلاتی یا پھر اس کی اجرت طلب کرتی ہے تو اس میں اس کا حق ہے

لہذا والد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسے دودھ پلانے کی اجرت دے کیونکہ یہ صرف اکیلے والد کے ذمہ ہے اور اسے یہ کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ والدہ کو مجبور کرے کہ وہ اپنے بچے کو دودھ پلائے ۔

اور اللہ تعالیٰ تو اس طرح فرما رہا ہے :

اور مائیں اپنے بچوں کو دو برس مکمل دودھ پلائیں --- یہ توفراخی کی حالت میں ہے ، اور اگر تنگی اور مشکل میں ہو تو تو اللہ تعالیٰ نے کچھ اس طرح فرمایا :

اور اگر تم آپس میں کشمکش کا شکار ہو جاؤ تو اس کے کہنے سے کوئی اور دودھ پلائے گی

اور رہا مسئلہ پرورش و حضانہ کا اس میں سب سے زیادہ حقدار توالدہ ہی ہے کیونکہ اس کی اپنے بچے پر شفقت بہت زیادہ ہوتی ہے لیکن اگر وہ اپنے حق کو ساقط کر دے تو وہ ساقط ہو جائے گا اور پرورش کا حق اس سے منتقل ہو کر نانی وغیرہ پر آجائے گا اور کتب فقہ کی مدون کتابوں میں اس مسئلہ کے اختلاف کو ذکر کیا گیا ہے ۔

اور اگر شرعی بچے کے بارہ میں اس طرح ہے تو پھر ولد زنا تو اس کے زیادہ لائق ہے کہ اس کی رضاعت و پرورش وغیرہ ماں کو لازم نہ کی جائے لیکن اگر بچے کی ہلاکت کا خدشہ ہو تو پھر اور مسئلہ ہے ۔

بلکہ اس ان سب چیزوں کا ذمہ دار تو وہ حکمران ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کشادگی دی ہے یا پھر اس کے قائم مقام اسے پورا کرے گا ۔

تو اس طرح یہ اشکال رفع ہو جاتا ہے ، واللہ اعلم ۔

بچہ بستروالے (خاوند) کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں :

مسلم شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(بچہ بستروالے (یعنی خاوند) کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں) ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرع کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

عاهر زانی کو کہتے ہیں ، زانی کے لیے پتھر ہیں کا معنی یہ ہے کہ : اسے ذلت و رسوائی ملے گی اور بچے میں اس کا کوئی حق نہیں ۔

اور عرب عادتاً یہ کہتے تھے کہ : اس کے لیے پتھر ہیں ، اور اس سے وہ معنی یہ لیتے تھے کہ اس سوائے ذلت و رسوائی کے اور کچھ نہیں ملے گا ۔

زنا سے بچے کا نسب ثابت نہیں ہوتا :

مندرجہ بالا حدیث (بچہ بستروالے کا اور زانی کے لیے پتھر ہیں) کی بنا پر فقہاء کا کہنا ہے کہ ولد زنا کا نسب ثابت نہیں ہوتا ، یعنی زنا سے پیدا شدہ بچے کا نسب ثابت نہیں ہوگا اور نہ ہی اسے زانی سے ملحق کیا جائے گا ۔

ولد زنا کے عدم نسب میں فقہاء کرام کے اقوال :

اول :

حافظ ابن حزم الظاہری رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (زانی کے لیے پتھر ہیں) کے الفاظ کہہ کر زانی سے اولاد کی نفی کردی ہے ، توزانی پر حد ہے اور بچے کا الحاق زانی کے ساتھ نہیں کیا جائے گا بلکہ اگر عورت بچہ جنتی ہے تو اسے ماں کے ساتھ ہی ملحق کیا جائے گا مرد کی طرف نہیں ۔

اور اسی طرح وہ اپنی ماں کا اور ماں اس کی وارث ہوگی اس لیے کہ لعان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ عورت سے ملحق کیا اور مرد سے اس کی نفی کردی ۔

دوم :

فقہ مالکیہ میں ہے کہ : زانی کا پانی فاسد ہے اس لیے بچہ اس کی طرف ملحق نہیں ہوگا ۔

سوم :

فقہ حنفی میں ہے کہ : ایک شخص یہ اقرار کرتا ہے کہ اس نے آزاد عورت کے ساتھ زنا کیا اور یہ بچہ اس کے زنا سے پیدا شدہ ہے اور عورت بھی اس کی تصدیق کردے تو پھر بھی نسب ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ثابت نہیں ہوگا ، اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(بچہ بستروالے (خاوند) کے لیے ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں) تو یہاں پر فراش اور بستر توزانی کا ہے ہی نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی کا حصہ تو صرف پتھر قرار دیے ہیں ، تو اس حدیث میں مراد یہ ہے کہ نسب میں زانی کا کوئی حصہ نہیں --- -

زنا سے پیدا شدہ بچے کا الحاق زانیہ عورت سے ہوگا :

جسا کہ ہم اوپر بیان کرچکے ہیں کہ ولد زنا کا الحاق زانی سے نہیں ہو سکتا بلکہ جس زانی عورت نے اسے جنا ہے اس کے ساتھ ہی اس کا الحاق ہوگا ، امام سرسخسی نے اپنی کتاب " المبسوط " میں ذکر کیا ہے کہ :

کسی مرد نے یہ اعتراف کیا کہ اس نے آزاد عورت سے زنا کیا اور یہ اس کے زنا کا بیٹا ہے اور عورت نے بھی اس کی تصدیق کردی تو نسب اس سے ثابت نہیں ہوتا اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں) اور زانی کا بستر نہیں --- اور اگر اسی دائی نے اس کی ولادت کی گواہی دے دی تو اس کی وجہ سے بچے کا عورت کے ساتھ نسب ثابت ہوگا لیکن مرد سے نہیں ۔

عورت کے ساتھ نسب کا ثبوت تو بچے کی ولادت ہے جو کہ دائی کی گواہی سے ظاہر ہوا ہے ، اس لیے کہ عورت سے بچے کو علیحدہ نہیں کیا جا سکتا لہذا عورت سے بچے کا نسب ثابت ہو گیا ۔

زانی مرد کا زنیہ عورت سے شادی کرنا اور بچے کے نسب میں اس کی اثر اندازی :

فقہ حنفیہ کی کتاب فتاویٰ ہندیہ میں میں ہے کہ :

اگر کسی نے عورت سے زنا کیا تو وہ حاملہ ہو گئی پھر اس نے اسی عورت سے شادی کر لی تو اس نے اگر توچھ یا چھ سے زیادہ ماہ کی مدت میں بچا جنا تو اس سے بچے کا نسب ثابت ہو جائے گا ، اور اگر چھ ماہ سے قبل پیدائش ہو جائے تو پھر نسب ثابت نہیں ہوگا ۔

لیکن اگر وہ اس کا اعتراف کرے کہ وہ بچہ اس کا بیٹا ہے اور یہ نہ کہے کہ وہ بچہ زنا سے پیدا ہوا ہے ، لیکن اگر اس نے یہ کہا کہ وہ میرے زنا سے ہی پیدا ہوا ہے تو اس طرح نہ تو نسب ثابت ہوگا اور نہ ہی وہ اس کا وارث بنے گا ۔

اور حافظ ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے " المغنی " میں ذکر کیا ہے کہ :

جمہور علماء کے قول کے مطابق لعان کرنے والی عورت کے بچے کو لعان کرنے والا جب اپنے خاندان میں ملانا چاہے تو اسے اس کے ساتھ ہی مطلق کیا جائے گا ، لیکن ولد زنا کو زانی سے ملحق نہیں جائے گا ، یعنی جب زانی ولد زنا کو اپنے ساتھ ملانا چاہے تو اسے زانی کے ساتھ ملحق نہیں کیا جائے گا ۔

اور راجح تو یہی ہے کہ ولد زنا کا زانی سے نسب ثابت نہیں ہو سکتا چاہے وہ زانیہ عورت سے شادی کر لے اور شادی کے چھ ماہ سے قبل بچہ پیدا ہو یا پھر شادی نہ کرے اور بچہ پیدا ہو جائے تو یہ نسب کے ثبوت کا باعث نہیں ، لیکن اگر وہ اسے اپنے خاندان میں ملانا چاہے اور یہ نہ کہے کہ وہ اس کے زنا کا بیٹا ہے تو اس سے احکام دنیا میں اس کا نسب ثابت ہو جائے گا ۔

اور اسی طرح اگر وہ زنا کی گئی عورت سے حمل کی حالت میں شادی کرے اور چھ ماہ سے قبل بچے کی پیدائش ہو اور زانی اس پر خاموشی اختیار کرے یا پھر اس کا دعویٰ کرے لیکن یہ نہ کہے کہ وہ زنا سے ہے تو احکام دنیا میں اس کا نسب ثابت ہوگا ۔

دیکھیں کتاب " المفصل فی احکام المرأة (9 / 381) ۔

واللہ اعلم ۔